سیّدنا خلیل اللہ کا گھرانہ ــــ ایسا تھا کہ ہنوز اس گھر میں اولاد نہ تھی ــــ محض اہلیہ تھیں ــــ اُن کے تعجّب و استعجاب پر کہ بڑھاپے میں اولاد کیوں کر ہوگی ــــ ؟ فرشتوں نے بطورِ خاص " اہل البیت " کہہ کر انہیں مخاطب کیا اور کہا کہ اولاد بخشنا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے ــــ تو اس کی رحمت سے تعجّب کیوں ؟

گویا یہ آیت اس معاملہ میں بڑی واضح ہے کہ " اہل البیت " سے مراد بنیادی طور پر " بیوی " ہوتی ہے ۔

دوسرا مقام " سورۃ الاحزاب " کا ہے ــــ آیت ۳۳ ــــ یہ آیت بطورِ خاص حضور اقدس محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کی ازواجِ مطہرات سے متعلق ہے ۔ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ۔

" اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو، اور گزشتہ زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو، اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے " اس گھر والو ! " تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے ۔ "

(ترجمہ مولانا احمد علی لاہوری)

اس آیتِ کریمہ میں بھی بہت صاف لفظوں میں نبیِّ مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہّرات کو " اہل البیت " کے عنوان سے یاد فرمایا گیا ــــ اس کی مزید تشریح اس آیت سے ماقبل کی ۵ اور مابعد کی ایک آیتِ کریمہ کو ساتھ ملا کر پڑھنے سے خوب سامنے آسکتی ہے ۔

ایک مرحلہ پر رسولِ مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ازواجِ مطہّرات نے خرچ کے معاملہ میں کسی قدر اضافہ کی درخواست کی ــــ ظاہر ہے کہ اپنے عظیم خاوند سے ایسی درخواست نہ حرام تھی نہ مکروہ ــــ لیکن نبیِ مکرّم کے گھرانہ سے اللہ تعالیٰ کو جو تعلق خاص تھا، اس کے لحاظ سے پیغمبرِ اسلام کی ازواجِ مطہّرات کو مخاطب کر کے کہا گیا ــــ مفہوم یہ ہے :

" دنیوی زندگی کی سہولت مقصود ہے تو وہ ممکن ہے لیکن اس گھر سے رخصت

© rasailojaraid.com

ہونا پڑے گا۔" (آیت ۲۸)

"اور اگر انہی حالات پر قناعت ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی مقصود ہے تو سبحان اللہ ـــــ اجر ہی اجر ہے۔"

(آیت ۲۹)

"اس پاکیزہ گھر کی ملکہ ہونے کے ناطہ سے تم سے گناہ سرزد ہوا تو عذاب دوگنا" ـــــ اور (آیت ۳۰)

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تابعداری میں زندگی گذرے گی تو اجر بھی دہرا اور 'رزقِ کریم' بھی خوب ملے گا۔" (آیت ۳۱)

پھر آیت ۳۲ میں یوں خطاب وارشاد ہے۔

"اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو تو دبی زبان سے بات نہ کہو کیوں کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرے گا (بلکہ تم) بات معقول کہو۔"

بعد ازاں آیت ۳۳ ہے جس کا ترجمہ پہلے گذر چکا اور اس سلسلہ کی آخری آیت ۳۴ ہے جس میں ہے:

"اور تمہارے گھروں میں جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ رازداں اور خبردار ہے۔"

(ترجمہ مولانا احمد علی لاہوری)

قرآن مجید ـــــ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب آخری ہے ـــــ انسانوں کے لئے صحیفہ ہدایت ـــــ روگی دلوں کے لئے مسیحا اور نسخہ شفاء، اس پر سیدھے سادے طریقہ سے غور کرنے والا ان آیات سے خوب سمجھ سکتا ہے کہ "اھل البیت" فی الحقیقت ازواجِ مطہرات ہی ہیں۔

ہمارے تفسیری ذخیرہ میں "کشّاف" کا مقام اہلِ نظر سے مخفی نہیں ـــــ کلاسیکل تفسیری کتاب ہے۔ صاحبِ کشّاف فرماتے ہیں۔

© rasailojaraid
© rasailojaraid
© rasailojaraid

وفی ھذا دلیل بین علی ان نساء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اھل بیتہ ثم ذکرھن ان بیوتھن مھابط الوحی ....الخ

(کشاف: ج ۳ ص ۲۶۰ دارالمعرفۃ بیروت)

یعنی اس آیتِ کریمہ میں دلیل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں "اہلِ بیت" ہیں پھر انہیں یاد دلایا گیا کہ ان کے گھر وحی اترنے کی جگہ ہیں۔

اسی طرح القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ ــــ اپنی معروف و معتبر تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ 'اہلِ بیت' کون ہیں؟"

جناب عکرمہ، عطاءؒ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما و رحمھما اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ــــ

"وہ محض ازواجِ مطہرات ہیں، کوئی مرد اس میں شریک نہیں ــــ"

ان حضرات کا خیال ہے کہ "بیوت" سے مراد (اور یہ بالکل صحیح خیال ہے) پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر ہیں (ج ۱۴ ص ۱۸۲ ـ احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما جیسے "حِبرِ امّت" "ترجمان القرآن" کی بات معمولی نہیں۔ یہ بات بے حد وقیع ہے اور بلاشبہ قرآن کا منشاء یہی ہے۔

باقی ایک فرقہ ــــ بطورِ خاص کلبی، اس سے سیّدنا علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو ہی مراد لیتے ہیں۔ (قرطبی ـ حوالہ بالا)

ظاہر ہے کہ یہ نقطہ نظر صریحاً غلط ہیں ــــ تبعاً یہ حضرات شامل ہو سکتے ہیں، جس کی بنیاد ایک روایت ہے جس کی نسبت روایت ام المؤمنین سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنھا کی طرف ہے ــــ اس روایت کو حضرت الامام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا لیکن حضرت الامام نے اس کو "حدیثِ غریب" قرار دیا ــــ اہلِ علم جانتے ہیں کہ فنّی اعتبار سے اس روایت کا کیا درجہ ہے؟

وہ روایت یہ ہے ــــ خلاصہ ملاحظہ فرمائیں

"کہ سیّدہ ام سلمہؓ کے بقول حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے

© rasailojaraid.com

جب یہ آیت نازل ہوئی آپؐ نے جناب علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلا کر چادر کے نیچے جمع کر لیا اور فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں ــــ اے اللہ ان سے ناپاکی دور کر دے، انہیں پاک بنا دے۔ سیدہ کے بقول انہوں نے جب اپنے متعلق پوچھا ــــ کہ میں اہل بیت میں شامل ہوں ؟ تو فرمایا :

اَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ وَ اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ

تم تو ہو ہی ــــ اور تمہارا کیا تم تو بہتری کے ساتھ متّصف ہو۔"

یہ روایت جیسا کہ عرض کیا گیا ــــ ضعیف ہے ــــ اس سے زیادہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر اقدسؐ نے اپنے چھوٹے داماد، چھوٹی صاحبزادی اور دو نواسوں کو چادر میں لے کر انہیں اس لقب سے سرفراز فرمایا ــــ ان کے لئے دعا فرمائی اور جناب امّ سلمہؓ کے سوال پر فرمایا ــــ نہیں کیا تم ــــ تم تو اھل ہو، اُن کے لئے میں دعا و فریاد کر رہا ہوں۔

بعض حضرات مثلاً جناب زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ثعلبی کہتے ہیں کہ مراد نسبی اعزہ ہیں اس لئے اس میں چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے چچا اور ان کی اولاد شامل ہیں ــــ اصل الفاظ ہیں کہ

"ہم بنو ہاشم ــــ وہ بنو ہاشم ہیں" (قرطبی صـ۱۸۳ ج ۱۴ پر ساری بحث ہے)

اس سے کتنا پھیلاؤ ہو گیا ــــ اہل علم پر مخفی نہیں، اس لئے اصل بات ازواج مطہرات والی ہی مناسب و صحیح ہے۔ صاحب قرطبی نے بعض حضرات کے اس سوال کا ذکر کیا کہ

"اگر اس سے خاص ازواج مطہرات مراد ہیں تو پھر "جمع مذکر" کی ضمیر کیوں ذکر کی گئی ــــ ارشاد ہے، لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ ــــ الخ ــــ کہ اس میں دو مرتبہ "کُم" ضمیر آئی جو مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں ــــ ازواج مطہرات ہی مراد ہوتیں تو "عَنْکُنَّ"، اور "لیطهّرکُنَّ" ہوتا ــــ جواباً ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے دوست سے پوچھے تمہارے اہل کیسے ہیں ؟" تو جواباً یہ کہنا "هُمْ بِخَیْرٍ" عام عرب محاورہ ہے۔

© rasailojaraid.c

۲۔ دوسرے سورۂ ہود کی آیت ۷۳ بھی قابلِ غور ہے کہ اس میں سیدنا ابراہیم کی متعین طور پر اہلیہ کے لئے "کُمْ" ضمیر لائی گئی۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۳)

گویا ایسا عرب محاورہ میں ہوتا ہے"۔

ایک ہم عصر مفسر و خادم قرآن نے "الاحزاب" کی آیت کے حوالے سے لکھا:

"اہل البیت" سے مراد وہ ہوں گے جن کو ایک گھر جمع کرے اور گھر میاں بی بی اور بچوں کو جمع کرتا ہے، پس ایک شخص کے اہلِ بیت بی بی اور بچے ہیں"

— داماد کی شمولیت کو دقت طلب قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خسر اور داماد ایک گھر کے رہنے والے نہیں ہوتے —

اس کے بعد انہوں نے براہ راست قرآن حکیم کا مطالعہ پیش کرتے ہوئے لکھا:

"لیکن اگر ہم خود قرآن کریم پر غور کریں تو بات صاف ہو جاتی ہے، یہاں ساری ہدایات جو موجب تطہیر ہو سکتی ہیں، یعنی زینتِ دنیوی کا ترک کرنا، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت، امر بالمعروف، گھروں میں ٹھہرنا، محاسن کی نمائش نہ کرنا، نماز کا قائم کرنا وغیرہ سب بیبیوں کے لئے ہیں، اور اس ٹکڑے سے پہلے بھی انہی کا ذکر ہے اور بعد میں بھی انہی کا — لغت کی رُو سے اہل بیت کا لفظ اوّل بی بی پر آئے گا ثانیاً اولاد پر، قرآن کریم میں یہ لفظ خود انہی معنوں میں آیا ہے (انہوں نے بھی سورۂ ھود کی آیت کا حوالہ دیا، جہاں اس لفظ سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ ہیں) مذکر کی ضمیر کے اعتراض کو انہوں نے زبان وادب کے لحاظ سے نہایت بودا قرار دیا — ترمذی کی روایت کا موصوف نے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک روایت میں حضرت ام سلمہ کے سوال پر آپؐ نے فرمایا:

"تو بھلائی کی طرف ہے کیوں کہ تو نبیوں کی بی بیوں میں سے ہے"

(بیان ص ۹۹-۱۰۹۸)

گویا فرمایا کہ تم تو پہلے ہی اس کا مصداق ہو، اُن کے لئے دعا کی گئی۔

جب ہم اس موضوع پر زیادہ غور کرتے ہیں تو یہ سامنے آتا ہے کہ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

الاھل - اھل الرجل واھل الدار ـــــ کسی شخص کے متعلقین یا گھر والے
(لسان بذیل مادہ)

"صاحب محیط" کی رائے میں عبرانی زبان میں "اھل" کے مادے سے "ادھل" (Ohel) کے معنی خیمہ کے ہیں:

گویا ـــــ وہ لوگ جو کسی کے ساتھ ایک ہی خیمے میں رہتے ہوں۔

(دائرۃ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۵۷۵ ج ۲)

"صاحب لسان" کے بقول اہل بمعنی سزاوار اور مستحق بھی آتا ہے ـــــ نیز انہی کی رائے میں "اھل البیت" سے مراد ازواجہا وبناتہا وصہرہ ہیں یعنی آپ کی بیویاں، صاحبزادیاں اور داماد!

[illegible] جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ داماد کی شمولیت کا معاملہ بہت کھینچا تانی کا ہے ـــــ "صاحب محیط" کی رائے ہے:

کہ اھل سے بالخصوص بیوی مراد ہے ـــــ (اور یہی اصل ہے)

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ایک قابل قدر علمی کارنامہ "اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ" میں "اھل البیت" کے ضمن میں جو مقالہ ہے اس کے بعض ضروری حصے لائقِ مطالعہ ہیں ـــــ انہیں ملاحظہ فرمالیں۔

"علماء کے نزدیک "اھل البیت" سے مراد پیغمبر اسلام کا گھر ہے جس میں ازواجِ مطہرات سکونت پذیر تھیں ـــــ چنانچہ "قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ" میں ان حجروں اور مختصر کمروں کا ذکر ہے جن میں آپؐ کی ازواجِ مطہرات رہتی تھیں۔
(ج ۳ : ص ۵۷۶)

ابنِ ابی حاتم اور ابنِ عساکر نے حضرت عکرمہ اور ابنِ مردُوْیہ نے بحوالہ حضرت سعید بن جُبَیر اور حضرت عبداللہ بن عباس نقل کیا:

"کہ اھل البیت والی آیتِ احزاب ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی"
(تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ مطبوعہ مصر)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳ (اے مومنو! تم نبیؐ کے گھر "بیوت النبی" میں نہ داخل ہو) کے ضمن میں لکھا۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c

"نبی خاتم و امام معصوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدتنا و مخدومتنا عائشہ صدیقہ حمیرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو فرمایا:

السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ

جواب میں انہوں نے عرض کیا:

وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ"

سیدنا علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے چادر میں لے کر دعا کی ـــــ اسی طرح کی روایت سگے چچا سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بچوں کے لئے بھی ہے۔ (اردو دائرہ معارف: ج ۳ ص ۵۷۸)

اور پہلے بھی یہ گذرا کہ بعض حضرات تمام تر بنو ہاشم کو شامل کرتے ہیں ـــــ جہاں تک تمولیت کا تعلق ہے۔ اس میں روایات کا حوالہ سے کئی ایک کو شامل کیا جا سکتا ہے ـــــ حضرت المخدوم سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آخر روایت "سلمان اهل بیت منا" کے الفاظ موجود ہیں لیکن بنیادی طور پر قرآن عزیز کو سامنے رکھا جائے اور "الاحزاب" کے رکوع ۴ ـــــ جس کی آیت کے حوالہ سے بحث ہوئی۔ ـــــ کے پورے مضمون پر غور کیا جائے تو "قرآنی اھل البیت" کا اولین اور بنیادی مصداق ـــــ حضور اکرم، محمد الامین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہی ہیں جو کائنات انسانی کی خواتین کی سرخیل و سرگردہ ہیں ـــــ جنہیں ایک خاص پس منظر میں "سورۃ النور" کے تیسرے رکوع کے آخر میں "الطیبات" کے پاکیزہ ترین لقب و خطاب سے یاد کیا گیا۔ ـــــ جو بلاشبہ ان ہی عفت مآب خواتین کے سر پر سجتا ہے ـــــ جنھیں قرآن عزیز نے "امتِ مسلمہ" کی مائیں قرار دیا (الاحزاب: ۶)

یہی سبب ہے کہ رواں صدی میں قرآن کریم کے عجیب و غریب الہامی اور وجدانی نکات فضاؤں میں بکھیرنے والے صاحب درد عالم السید عطاء اللہ شاہ بخاری ـــــ ان عفت مآب خواتین کو "روحانی" نہیں "قرآنی مائیں" قرار دیتے کہ روحانیت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ قرآنی مائیں ہونے کا شرف انہیں ہی حاصل ہے۔

© rasailojaraid.com

لغات و اعرابِ قرآن (۸)

پروفیسر حافظ احمد یار

سورۃ البقرہ (۳)

(ملاحظہ: کتاب میں حوالہ کے لیے قطعہ بندی (پیراگرافنگ) کا ایک خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس کی وضاحت مقدمہ (حکمت قرآن فروری ۸۹ء) میں کر دی گئی تھی۔ جن حضرات کی نظر سے وہ شمارہ نہیں گزرا۔ ان کے لیے دوبارہ اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔ [قطعہ بندی کے لیے سب سے پہلا دائیں طرف والا ہندسہ سورۃ کا نمبر شمار ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد اگلا دائیں طرف والا قطعہ نمبر (جو اس سورۃ میں سے زیر مطالعہ ہے) کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد تیسرا نمبر بحث اللغۃ کے لیے ۱، بحث الاعراب کے لیے ۲، الرسم کے لیے ۳ اور الضبط کے لیے ۴ لکھا گیا ہے مثلاً ۱:۳:۲ کا مطلب ہے سورۃ الفاتحہ کے تیسرے قطعہ میں بحث الاعراب]۔

۲:۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾

۲:۳:۱ اللغۃ

" وَ "، " اَلَّذِيْنَ " اور " يُؤْمِنُوْنَ " پر بات ہو چکی ہے۔ دیکھیے گزشتہ دو آیات (۲:۲:۱) میں

۲:۳:۱(۱) [بِمَا] میں باءالجر (بِ) تو فعل " يؤمنون " کا صلہ ہے۔ اور " مَا " موصولہ ہے[1] بمعنی " جو کچھ کہ "۔ اس طرح " بِمَا " کا یہاں لفظی ترجمہ

---

[1] " مَا " کے مختلف استعمالات کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ دیکھیے ۲:۲:۱(۵)

© rasailojaraid.